چاہے جو تو کہ کشتی مین مجکو کرے خفیف
مردی جو آزمائے تو یہ مان میری بات
آپس مین ہم لڑین کرین نظارہ کائنات

اس امر مین سو لب مین یہ تیرا کہا کیا
اک تیغ اپنے بیٹے کو اک تیغ میرے ہات
دیکھین کہ کس کی تیغ نے کسکو دوتا کیا

کشتی لڑون مین اس سے جو سمجھا ہوا امید
قاتل ہو اسکے باپ کا بھی سمجھا اک یزید
باپ اسکا میرے باپ کے مانند ہو شہید
تب کشتی لڑکے سمجھون کہ مین نے بجا کیا

نانا بھی اسکے باپ کا ہو ختم مرسلین
زہرا سی اسکی دادی ہو مسجود اہل دین
دادا علی سا اسکا ہو سالار مومنین
جسکو خدا نے حامی روز جزا کیا

اور باپ کے الم مین گرفتار سمجھا ہو
بیدست و پائی اپنی سے ناچار سمجھا ہو
غربت مین بے برادر و بے یار سمجھا ہو
اتنا سو کس کو دہر نے بے اقربا کیا

ٹے بیڑیون مین کسنے کی چالیس دن کی راہ
تیرے پہ سر کو باپ کے کرتا ہوا نگاہ
کھینچی مہار اونٹ کی تا شام از پگاہ
یون کسنے تجھ تلک لے تئین پہونچا کیا

ایسا حضور تیرے جو کوئی ہو مجھ سوا
بیٹے سے تیرے کشتی کی نسبت مجھے سو کیا
تب کشتی اسکے ساتھ تو میرے تئین لڑا
کیجے وہ کام تا کہے کوئی بھلا کیا

خاموش ہو رہا یہ سخن کہہ کے عابدین
دیوان سے اٹھا وہ لعین ہو کے شرمگین
تاثیر حرف اسکے سے روتے تھے حاضرین
عابد کے حق مین پھر نہین معلوم کیا کیا

سودا خموش ہو کہ یہی نظم دل فگار
محشر مین اسکی دیوے جزا تجکو کردگار
رودئے بہت سا عاقل و مجذوب و ہوشیار
حق مرثیہ کے کہنے کا تو نے ادا کیا

مرثیہ حضرت امام حسینؑ

فلک نے کربلا مین ابر حسد ان ظلم کا چھایا
سوا پیکان کے اک قطرہ نہ اس ظالم نے برسایا
کمان جور کو قوس قزح کی طرح چڑھوایا
کہون کیا تیر باران سے نبی کے گھر کو ڈبوایا

صدائے العطش فریاد سے مور و ملخ تھی کیا کم
کیا تھا لب پہ بے جلنے نے وان تیرہ رنگی عالم
زمین پر عنکبوت سرخ خونکی بوند تھی ہر دم
گھٹا مین وار کر پلکون کی یہ گیری کو دکھلایا

نظر کر کو کلا کو کے تھی اوس ساون کی اندھیاری
وفور آب پر اتنی فلک ایسی جفا کاری
بھرے تھین جل تھل اور پانی جہان دیکھو وہان جاری
جگر گوشے کو پیغمبر کے پیاسا ذبح کروایا

یہ موسم وہ ہی جسمین ہر کوئی چھپر چھواتا ہے
کوئی اسوقت چھونے سے بھی ظالم گھر چھڑاتا ہے
پکھیرو تنکے چن چن گھونسلا اپنا بناتا ہے
پڑا ہی سر در دین وان جہان نہ سر ہی نہ سایا

مقام ہو نظر آتا ہے وہ دشت بلا سارا
پڑے ہیں اسمین وہ بیجان وطن سے ہوکے آوارا
جو شب کو برق چمکے تو اجالا ورنہ اندھیارا
کہ جسکو فاطمہ نے بر مین پیغمبر کے پلوایا

فراہم اس جگہ حشرات اس موسم کے سارے ہین
اندھیری رات ہے چارونطرف جھنگر جھنکارے ہین
تن نازک پہ اسکے ڈانس جا جا ڈنک مارے ہین
پڑا ہی اسطرح مذبوح وان زہرا کا وہ جایا

زمین اس دشت کی جن نے نہ فصل آکے جوتائی
نبی کے کھیت کے کشتے کی صورت یون نظر آئی
کبھو اسکی زراعت مین سے اک پتی نہ مرجھائی
جو سر گویان پڑا دیکھا تو پاؤن وان پڑا پایا

پپیہا منہ مین لاکر وان کہین سے بوند پانی کی
پیے پانی تو وہ کوئی کہ جسکے تن مین ہووے جی
اڑے ہی آکے ہر اک نعش پر کہتا ہوا پی پی
ترحم لیکن اسکے دلمین اس کے حال پر آیا

روایت ہی کہ جسدان کافرون نے روک کر پانی
حرم پر تشنگی کی دیکھکر عباس طغیانی
کیا تنگ اس جگہ عرصہ ز راہ نامسلمانی
مسلح ہوکے پانی کے لیے مشکیزہ منگوایا

طلب کی رخصت بھائی سے کر میدان کی تیاری
یہی آئی ہے دلمین لہر عورات کی زاری
کیا عرض اب جسے چاہو اسے سونپو عملداری
دیا سر یا تو مین دریا پہ جا یا مشک بھر لایا

سنا عباس سے جب اسکو شاہ دین و دنیا نے
کہا جان برادر اپنے جیتے جی نہ دون جانے
کرو رون در کرو رون اشک آنکھون سے لگے آنے
کہیگی خلق سر بھائی کا آگے دے کے کٹوایا

غرض رخصت پہ یکدیگر مین یہ الحاح و زاری تھی
کبھو مانند برق اسمین انکو بیقراری تھی
کبھو جون ابر باہم منہ پہ منہ رکھ اشکباری تھی
مرخص اسطرح سالار دین نے اسکو فرمایا

چلا عباس جب قربان زین پر مشک کو دھر کر
رکھا جن نے قدم تک آکے اپنا چھوڑ کر لشکر
تو لائے رد بمیدان کافر اسکے قصد پر اکثر
جہنم کو اسے دو دن اجل کے ہاتھ بھجوایا

جگہ سے اپنی کوئی خوف کے مارے نہ ہلتا تھا
کوئی دیکھ انکے حربونکو وہ اپنے دل سے تلملاتا تھا
چلے تھا نیزہ اس جا سے جہانسے تیر چلتا تھا
لب دریا تلک اپنے تئین ہر طرح پہونچایا

جونہین چاہا پیے چلو مین پانی مشک و کم بھر کر
چلا پیاسا ہی وان سے خشک کو سوئے عدم بھر کر
بیاد تشنگان وہ رہگیا پھر سرد دم بھر کر
عنان کو پھیر کر مرکب کی دریا سے نکل آیا

یہ ماری بانگ تب لشکر پہ ابن سعد ملعون نے
کہ یہ تنہا چلا کر خانہ زین سیکڑون سونے

جو پہونچا شک اب لیکر تو پائے جاؤ گے دو نے
اے شجنے دیا تم نے تو سب کو قتل کروایا

یہ سنکر فوج شام اُس پہ گھٹا سی چھا گئی آکر
کیا جون رعد یہ نعرہ طرح بجلی کے بل کھا کر
پر اُن نے بھی علم کر تیغ اُسکے سامنے جا کر
کہ بہتوں کا جگر پھٹکر لہو آنکھوں سے تر آیا

کیا اتمام حجت کے لیے عباس نے اُسدم
جو اس پانی کو تم دو گے تو کیا دریا سے ہو گا کم
سنو میرا سخن اے بدترین خلقت آدم
دو اب اپنے کو جس پانی سے تم نے سیر کروایا

حرم کے بیچ مستورات میری راہ تکتی ہین
نبی کی دختریں اک بوند کے خاطر بلکتی ہین
زبانیں تشنگی سے اونکی تالو سے جھلکتی ہین
انکھین پانی پے کو آج یہ دن میرا آیا

کیا ہے بند فرزندوں پہ آب از چار سو تم نے
سخن میرا یقین ہی جان لو اس مشک کو تم نے
جگہ رکھی نہ پیغمبر کے دکھلانے کو رونے
جو خالی آب سے کی گور کو آتش سے بھروایا

اگر اس مشک کو مین جا لگے دون فرزند حیدر کو
عوض اس آب کے دون بلکہ آب حوض کوثر کو
قسم لو گر قصاص ظلم کا لون روز محشر کو
غرض سب طرح ان شقیوں کو اُس سرور نے سمجھایا

سنا جب تو پیٹھا فوج مین وہ اشجع عالم
جدھر کو رخ کیا کشتوں کے پشتے وان ہوئے اُسدم
لگی تب صف بصف لشکر کی ہونے درہم و برہم
اُدھر خون کے بہے نالے جدھر اُسکا طرارا آیا

کہوں کیا جس طرح چھایا تھا ابر آہن کا اُسکے پر
نہ جانے آہ و واویلا کہ اسمین کن نے وان آکر
سنان پر تیغ برسے تھی پڑی یا اور تیغ پر خنجر
حوالے تیغ کی اُسکے کہ دست چپ لٹک آیا

جوانمردی سے دو ہین مشک دست راست پریوں کی
فلک ناخوش ہوا اتنا شجاعت دیکھ پیاسے کی
کہ بوند اسمین سے پانیکی زمین اوپر گرنے دی
کہ دست راست بھی اُسکا دو مین شانے سے گروایا

جو تھا بھی مشک دانتوں سے تو کی بوچھار تیر و نگی
ستم کیشوں نے کی پیکان اپنی پار تیروں کی
لگی چارو طرف سے ہونے مارا مار تیر و نگی
کہ اُسکو مشک سے اک پل مین کر غربال دکھلایا

سبب زخموں کے حالت اُسپہ جب طاری ہوئی غش کی
صدا جو یہ شاہ کربلا کے کان مین پہونچی
ندا کرتے ہوئے کی یا اخا ادرکنی ادرکنی
بسان ابر گریان آکے اُس پاس پہونچایا

پر اس احوال کو راوی نے یون اخبار مین لکھا
بطعن نیزہ تن کا گوشت اسکے لے گئے اعدا
کہ جب تک پہونچے ہی پہونچے سرور سینہ زہرا
نشان جز استخوان اُسکا نہ شاہ دین نے کچھ پایا

خمش سودا کہ گریان بہائے جائینگے نالے
جہاں کو دیکھتے آئے جہانکے دیکھنے والے
ہوئے ہین اولتی مژگان خلق اور چشم پرنالے
فلک نے لیکن ایسا مینہ نہ دیکھا ہے نہ دکھلایا